شہدائے کھیل کی اعزازی تقریب کے منتظمین اور انکی ماؤں کے وفد سے ملاقات - 10 /Oct/ 2022

بسم اللہ الرّحمن الرّحیم (۱)

و الحمدللہ ربّ العالمین و الصّلاۃ و السّلام علی سیّدنا محمّد و آلہ الطاھرین سیّما بقیّۃاللہ فی الارضین.

آپ کا بہت خیرمقدم ہے، ہمارے پیارے عزیزوں، اور آپ ان رپورٹوں میں اپنے ساتھ خوشخبریاں لائے ہیں جو یہاں پیش کی گئی ہیں۔ اس عظیم اور بامعنی اجلاس کو منعقد کرنے کے لیے آپ کا بہت بہت شکریہ اور ہم امید کرتے ہیں کہ آپ کی کوششیں اور پر خلوص ارادے جو اس گروہ میں دیکھے جاسکتے ہیں خدا کی نظر میں اور حضرت بقیۃ اللہ کی بارگاہ سے مقبول قرار پائیں گے، انشاء اللہہ میں ان پیارے بھائیوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ہمیں اپنے تمغے ہدیہ دئیے۔ میں اس گفتگو میں فلم "مستطیل قرمز " (2) کے بنانے والوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا تھا - یقیناً، میں نے فلم نہیں دیکھی، لیکن میں نے سنا ہے- اور الحمدللہ، وہ یہاں موجود ہیں۔ یہ کام انجام ددیا جانا چاہیے ؛ یعنی فن پاروں کا یہ کام اور ان حقائق کا فنکارانہ اظہار کا جو آپ نے فرمایا، یہ بہت ضروری ہیں، ہونا چاہیے۔ ان دو افراد نے یہ کام انجام دیا اور میں نے سنا کہ ٹی وی پر کئی شہید ہیروز کے بارے میں کچھ فن پارے تخلیق کئے گئے ہیں۔ بہرحال یہ کام اہم ہے اور اس پر توجہ دینی چاہیے۔

آج میں دو باتیں کرنا چاہوں گا: ایک لفظ شہداء اور شہادت اور کھیل کے شہداء کے اس شاندار کارواں کے بارے میں اور ایک بات خود ورزش کے بارے میں۔ کھیلوں کا مسئلہ ایک ایسا مسئلہ ہے جسے نظرانداز نہیں کیا جانا چاہیے۔ ایک اصل کے طور پر اس پر توجہ دی جانی چاہئے کہ میں اب چند جملے عرض کروں گا۔

شہداء کے بارے میں قرآن مجید میں دو مقامات پر فرمایا گیا ہے کہ شہداء مردہ نہیں ہوتے، وہ زندہ ہیں۔ یہ زیادہ صراحت سے ہے۔ ان میں سے ایک سورہ بقرہ میں ہے: "وَ لا تقولوا لِمَن یُقتَلُ فی سَبیلِ اللهِ اَمواتٌ بَل اَحیاء" (3) راہ خدا میں مارے جانے والوں کو مردہ مت کہو، وہ زندہ ہیں۔ کیا اس سے زیادہ واضح ہو سکتا ہے؟ ان میں سے ایک سورہ آل عمران میں بیان کیا گیا ہے: " وَ لا تحسَبَنَّ الَّذینَ قُتِلوا فی سَبیلِ اللهِ اَمواتًا بَل اَحیاء" (4)۔ اب شہداء کی زندگی کیسی زندگی ہے، یہ ایک اور بحث ہے۔ یہ یقینی طور پر ہماری مادی زندگی کی زندگی سے مختلف ہے اور یہ برزخ کی زندگی سے مختلف ہے کہ دوسرے بہت سے لوگ بھی ایک لحاظ سے انکی روح برزخ میں موجود اور زندہ ہیں۔ یہ مطلب بھی نہیں ہے ؛ یہ ایک تیسری چیز ہے اور یہ ایک اہم حقیقت ہے جس کی قرآن نے تصریح کی ہے۔

اس زندہ ہونے کے کچھ لوازمات ہیں ؛ زندہ رہنے کی ایک خصوصیت تاثیر رکھنا ہے۔ پس، شہداء اثر رکھتے ہیں - کیونکہ وہ زندہ ہیں، وہ زندہ رہنے والوں کے ماحول کو متاثر کرتے ہیں ؛ وہ ہم پر اثر انداز ہو رہے ہیں، وہ ہم پر کام کر رہے ہیں۔ اس کا ذکر خود آیت کریمہ میں بھی ہے۔ سورہ آل عمران کی اس عظیم آیت کے بعد یہ ہے کہ "وَ یَستَبشِرونَ بِالَّذینَ لَم یَلحَقوا بِهِم مِن خَلفِهِم الّا خَوفٌ عَلَیهِم وَ لا هُم یَحزَنون" (5) اب اگر الا خَوفٌ عَلَیهِم میں علیھم کی ضمیر کو ہم پر جو اس دنیا میں ہیں یا خود شہداء پر بھی پلٹایا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ ہمیں بتا رہے ہیں کہ سبیل اللہ میں جدوجہد کے راستے میں مشکلات ہوسکتی ہیں - ٹھیک ہے، اس میں مشکلات ہیں - لیکن اس کا بہت اچھا نتیجہ ہے ؛ اس راہ کے آخر میں، اس سڑک کے آخر

میں، کوئی خوف، کوئی غم نہیں، بہت اہم ہے. اب انسان ایک پریشانی برداشت کرتا ہے لیکن اس راستے کے آخر میں جس میں آپ جا رہے ہیں، '' لا خَوفٌ عَلَیهِم وَ لا هُم یَحزَنون'' کوئی خوف نہیں ہے، کوئی غم نہیں ہے۔ یہ دو عوامل وہ دو عوامل ہیں جو انسانوں کو اذیت دیتے ہیں۔ یہ ہم سے قرآن کا واضح خطاب ہے۔ درحقیقت شہداء کی یہ بڑی تعداد ہمیں حوصلہ دے رہی ہے۔ وہ مومن طبقہ جو خدا کے راستے پر چلنا اور خدا کی مرضی کے مطابق کام کرنا چاہتا ہے، وہ شہداء کے اس پیغام سے - جس کا پیغام آور خود خدا بھی ہے- سے حوصلہ حاصل کرتا ہے اور سمجھ جاتا ہے کہ امید کے ساتھ اس راستے پر چلنا اور آگے بڑھنا ممکن ہے۔ خیر، یہ حوصلہ ہمیں متحرک کرتا ہے، اس سے ہمیں قوت ملتی ہے، اب جس کی آپ نے کچھ مثالیں بیان کی ہیں، میں ان شاء اللہ گفتگو کے بیچ میں ایک اشارہ کروں گا۔

اسلامی حکومت کے دوران ملک کی مجموعی سمت ایسی تھی کہ خدا کے نام پر جہاد اور خدا کے نام پر شہادت کی طرف رغبت ایجاد ہوئی۔ پہلے ایسا نہیں تھا۔ ہم انقلاب کی کامیابی سے پہلے کے دور کو پوری طرح دیکھ چکے ہیں۔ اس وقت میری آدھی عمر گزر چکی تھی اور اس وقت خدا نے ہماری مدد فرمائی تھی، ہم اس راستے پر چل رہے تھے، لیکن راہ خدا میں جہاد کی یہ کشش اور راہ خدا میں شہادت کی کشش، جو اسلامی حکومت کے دور میں وجود میں آئی، اس وقت موجود نہیں تھی۔ اس کشش کی وجہ سے تمام سماجی طبقے، تمام سماجی پرتیں جہاد کی طرف راغب ہو جاتی ہیں، اور جو با استعداد لوگ، روحانی طور پر تیار ہوتے ہیں، جہاد کے میدانوں میں جاتے ہیں، جن میں کھیل کے شہداء اور کھیل کے مجاہدین شامل ہیں۔

کھلاڑی طبقہ ایک موثر طبقہ ہے۔ کھلاڑی مؤثر ہے ؛ اس کی شخصیت، اس کی حرکات، معاشرے میں اس کے اعمال ایک عام آدمی سے فرق کرتے ہیں۔ خاص طور پر، ایک کھلاڑی جو مقبولیت حاصل کرلیتا ہے، ایک شہرت حاصل کرتا ہے، اس کا اثر بہت سے لوگوں پر ہوتا ہے. اب اگر اس کھلاڑی میں جہاد کی خواہش پیدا ہو جائے اور وہ جہاد کی راہ پر گامزن ہو جائے تو آپ دیکھ سکتے ہیں کہ وہ معاشرے میں کیا اہم اثرات مرتب کر سکتا ہے، کیا تحریک پیدا کر سکتا ہے! خوش قسمتی سے یہ تحریک ان پانچ ہزار شہداء کی بدولت پیدا ہوئی۔ ان پانچ ہزار یا اس سے زیادہ میں چند ممتاز اور پیشہ ور کھلاڑی اور چیمپئن کم نہیں تھے۔ شاید ان شہداء میں سے ایک ہزار سے زیادہ پیشہ ور کھلاڑی تھے جو تمام شعبوں میں کھیلوں کے اعلیٰ مراتب کے حامل تھے۔ اب، اس نمائش میں جو یہاں لگی تھی، میں نے دیکھا کہ انہوں نے "33 شعبوں میں" لکھا ہے۔ ویسے بھی، جہاں تک ہم جانتے ہیں اور میں اس سے واقف ہوں، کچھ لوگ مختلف کھیلوں کے شعبوں سے تھے۔ اب وہ خود اس دنیا میں چیمپیئن شپ کے پلیٹ فارم پر چلے گئے - جو کہ دنیاوی چیمپیئن شپ کے پلیٹ فارم سے بہت بلند ہے - انہوں نے یہ زبردست ترقی خود کی، لیکن دوسروں کو بھی اپنے پیچھے کھینچا۔

آج خوش قسمتی سے ہمارے کھیلوں کا ماحول اس روحانیت سے متاثر ہے جو ہمارے عزیز کھیلوں کے شہداء نے معاشرے میں ایجاد کیا ہے۔ یہ روحانیت آج ہمارے کھیلوں کے ماحول میں موجود ہے۔ بلاشبہ، ہر ماحول میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ روحانی ماحول میں بھی ہر قسم کے لوگ ہیں، کھیلوں کے ماحول میں بھی ہیں، لیکن ملک کا کھیلوں کا ماحول، عام طور پر، آج ماضی سے بہت مختلف ہے۔ دین کے مظاہر، مذہبی پیروی کے مظاہر، روحانیت کے مظاہر، یہ وہ ہیں جو میں نے مختلف موقع پر گفتگو میں بار بار ذکر کئے ہیں، اور اب ان میں سے بعض کا ذکر حضرات نے بھی کیا ہے، [یہ کثرت سے ہیں]: وہ بہادر اور وفادار خاتون جو پوڈیم پر کھڑی ہے۔ [جب] کوئی غیر محرم مرد ہاتھ آگے بڑھتا ہے، وہ ہاتھ نہیں ملاتی، یا لاکھوں لوگوں کی نظروں کے سامنے، جن میں سے

بہت سے لوگوں کو حجاب اور عورتوں کی عفت کے خلاف حرکت کرنے اور بولنے کی تربیت دی گئی ہے، وہ وہاں پردہ اور اسلامی حجاب کے ساتھ کھڑی ہوتی ہے۔ یا وہ بہادر نوجوان جو اپنا تمغہ شہداء کے گھرانے کو ہدیہ کرتا ہے۔ یا وہ با ایمان کھلاڑی جو اپنے کھیل میں جیتنے کے بعد خواہ وہ کشتی ہو یا ویٹ لفٹنگ یا کوئی اور کھیل۔ خوشی منانے کے بجائے خدا کو سجدہ کرتا ہے یا آئمہ معصومین ع کا نام لیتا ہے۔ یہ اہم چیزیں ہیں ؛ بعض اوقات ہم کسی چیز کے عادی ہو جاتے ہیں، ہم اس کام کی اہمیت اور عظمت کو بھول جاتے ہیں۔ آج کی دنیا، مادیت کی دنیا، بدعنوانی کی دنیا میں یہ مظاہر عجیب و غریب ہیں۔

میرا مشورہ ہے کہ جو لوگ ایرانی قوم کو اچھی طرح جاننا چاہتے ہیں وہ اس رجحان پر توجہ دیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارا نوجوان کھلاڑی، جو کبھی لاکھوں اور بعض اوقات کروڑوں [لوگوں] کے سامنے اسٹیج پر چلتا ہے، روحانیت اور خدا اور خدا کے اولیاء سے اپنی عقیدت کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔ ان چیزوں کو دیکھیں یہ ایرانی قوم اور ایرانی قوم کی روحانی، دینی اور اخلاقی گہرائیوں کو جاننے کے لیے بہت اہم ہیں۔ یہ ایک معیار ہے اور بالآخر ایک اہم معیار ہے۔ اب اسی اربعین کی مشی میں، جہاں اس سال کھیلوں کے دستے گئے تھے، مجھے ان کے بارے میں اچھی خبریں سنائی گئیں، جس میں نجف میں امیر المومنین ع سے اپنی عقیدت کا اظہار بھی شامل تھا۔ یہ بہت قیمتی ہیں، یہ روحانی ماحول بہت ضروری ہے۔ بالآخر مجاہدت فی سبیل اللہ کی برکتوں میں سے ایک یہ ہے کہ یہ روحانیت کو مختلف سماجی پرتوں میں نافذ کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کھلاڑی یا اسپورٹس مینیجر ہوتے ہیں، جب آپ کچھ روحانی اور مذہبی وابستگیوں کے پابند ہوتے ہیں، تو صرف آپ کو فائدہ نہیں ہوتا، بہت سے لوگ آپ سے مستفید ہوتے ہیں - سب سے پہلے خود کھیلوں کے ماحول میں اور پھر لوگوں کے عمومی ماحول میں - اور یہ کام ان لوگوں کو جو اسکی اہلیت رکھتے ہیں انکو روحانیت کے میدان میں داخل کرتے ہیں اور راستہ کھول دیتے ہیں۔ بہرحال ایرانی قوم کے سامنے جہاد کا جو میدان ہے، وہ ہر دن ایک الگ طرح کا ہوتا ہے: کبھی وہ مقدس دفاع کی شکل میں تھا، کسی دن دفاع حرم اہل بیت ع کی صورت میں تھا، آج بھی جہاد کے میدان ہمارے سامنے مختلف شکلوں میں کھلے ہوئے ہیں، میرے خیال میں ان میں سے ہر ایک میں، معاشرے کے اہم اور مشہور لوگوں کی جہادی موجودگی کے بہت زیادہ اثرات ہیں اور یہ بہت گرانقدر ہے۔ تو یہ بات شہداء اور شہادت کے سلسلے میں تھی۔

اب ورزش کے حوالے سے، میں جس وجہ سے ورزش کی بات کر رہا ہوں، وہ ورزش کی اہمیت ہے۔ عوامی اور عام ورزش - جن کی ہم سب کو تجویز کرتے ہیں - اور پیشہ ورانہ اور چیمپئن شپ کھیل دونوں ؛ یہ اہم ہیں، یہ سماجی زندگی کے ذیلی پہلوؤں کا حصہ نہیں ہیں، یہ سماجی زندگی کے اہم خطوط کا حصہ ہیں۔

میں نے ہمیشہ عوامی کھیلوں پر زور دیا ہے، میں دوبارہ تاکید کرتا ہوں۔ سب کو ورزش کرنی چاہیے۔ آج کی مشینی اور کم تحرک زندگی میں، اب ہم بوڑھوں کو تو چھوڑ دیں، نوجوانوں میں بھی واقعی کوئی تحرک نہیں ہے! وہ گاڑی میں بیٹھتے ہیں، وہ یہاں سے جاتے ہیں، وہ وہاں سے اترتے ہیں، وہ لفٹ پر چڑھتے ہیں اور اوپر چلے جاتے ہیں۔ کوئی حرکت نہیں ہے۔ ایسے ماحول میں ورزش اب کوئی مستحب چیز نہیں رہی، یہ ہر ایک کے لیے ضروری اور واجب چیز ہے۔ بلاشبہ ورزش کی قسم میرے جیسے لوگوں اور ہمارے جیسے بوڑھے لوگوں کے لیے الگ ہے اور نوجوان اور ادھیڑ عمر افراد کے لیے دوسری ہے، لیکن ہر ایک کو ورزش کرنی چاہیے۔ عمومی ورزش کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔ یہ جسمانی صحت کے لیے بھی اچھا ہے - ورزش جسم کو صحت مند بناتی ہے۔ یہ پیچیدگیاں جو بعض اوقات نوجوانوں کو ہوتی ہیں اور لوگ حیران ہوتے ہیں کہ ایک نوجوان کو فالج کا حملہ ہوتا

ہے، ان میں سے بہت سی پیچیدگیاں اس تحرک کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہیں- یہ ذہنی اور روحانی قوت کے لیے بھی اچھی ہے۔ ورزش تر و رہبر رکھتی ہے ؛ آپ جس کام میں بھی مصروف ہیں، دستی کام، دانشورانہ کام، انتظامی کام، سائنسی کام، اگر آپ ورزش کریں گے تو آپ وہ کام بہتر طریقے سے کریں گے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کی ذہنی قوت میں اضافہ ہوتا ہے اور آپ اسے بہتر طریقے سے کر سکتے ہیں۔ بلاشبہ، اس کے علاوہ اور بھی فائدے ہیں جن کے ہم ابھی اظہار کرنے کی جگہ پر نہیں ہیں۔

لیکن پیشہ ورانہ کھیلوں اور کھیلوں کے مقابلے اور چیمپئن شپ ؛ یہ بھی بہت ضروری ہے۔ چیمپئن شپ کھیلوں کی اہمیت کی ایک وجہ یہ ہے کہ جب چیمپئن شپ کھیل پیدا ہوتے ہیں تو وہ عمومی ورزش کو فروغ دیتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے۔ جب کھیلوں کے ہیرو کو پہچانا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے ظاہر ہوتا ہے، تو وہ نوجوان کو ورزش کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ پیشہ ورانہ کھیلوں اور چیمپئن شپ کے فوائد میں سے ایک ہے۔ یقیناً صرف یہی نہیں اس کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اس کے دوسرے فوائد میں سے ایک یہ ہے کہ چیمپئن شپ کھیل قومی فخر کا باعث ہیں۔ چیمپئن شپ کے کھیلوں میں، جب آپ کھیلوں کے عالمی مقابلے میں حصہ لیتے ہیں اور جیت کر فاتح بنتے ہیں، تو یہ قوم خوشی اور فخر محسوس کرتی ہے۔ یہ بہت اہم ہے. ان لوگوں کو جو مختلف کھیلوں میں لوگوں کی خوشی کا ذریعہ بنتے ہیں - چاہے وہ ذاتی اور انفرادی کھیل ہوں، یا گروہی کھیل جو دنیا میں عام ہیں - ہمیں واقعی ان کو مبارکباد اور شکریہ ادا کرنا چاہئے ؛ میں ان سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ؛ وہ لوگوں کو خوش کرتے ہیں، وہ لوگوں کو خوشحال کرتے ہیں، وہ لوگوں کا سر فخر سے بلند کرتے ہیں۔

کھیلوں کے میدانوں میں یہ فتح دیگر فتوحات سے مختلف ہے۔ ٹھیک ہے، ہماری قوم اور ہر قوم کو آخر کار زندگی کے مختلف شعبوں میں فتوحات حاصل ہوتی ہیں۔ حفاظتی میدان میں ہماری فتوحات ہیں، سائنسی میدان میں ہماری فتوحات ہیں، سیاسی میدان میں ہماری فتوحات ہیں، تحقیق کے میدان میں ہماری فتوحات ہیں، ہر قسم کے میدان میں ہماری فتوحات ہیں، لیکن یہ فتوحات ہمارے سامنے نہیں ہیں۔ دنیا کے لوگوں کی آنکھوں کے سامنے نہیں ہیں۔ ہم جان بوجھ کر کچھ چھپاتے ہیں ؛ اگر کسی کو کسی ملک میں سیکیورٹی فتح حاصل ہوتی ہے تو وہ اسے ظاہر نہیں کرتے، وہ سیکیورٹی کی فتح کو چھپاتے ہیں۔ البتہ کچھ فتوحات کو نہیں چھپاتے ہیں، لیکن دشمن ان کو مشکوک بناتا ہے، جیسا کہ سائنسی فتوحات۔ یہ اہم سائنسی کام جو ہم نے کیے، ہمارے دشمنوں کے زرخرید ایجنٹ ایک عرصے سے اپنے بیانات اور تحریروں میں اس بات کی تردید کرتے رہے ہیں کہ ایسا کچھ نہیں ہوا۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے مشکوک بنایا جا سکتا ہے، اسے کمزور کیا جاسکتا ہے۔ یا تو یہ دیر سے سمجھ میں آتی ہیں یا پھر بہت سے لوگوں کو اپنی طرف متوجہ نہیں کرتیں۔ کھیلوں کے میدان میں فتح ایسی نہیں ہوتی۔ فتح فوری معلومات کے ساتھ فورا ظاہرا ہوتی ہے۔ آپ کی جیت کے ایک ہی لمحے کو لاکھوں لوگ، کبھی کروڑوں لوگ، اپنی آنکھوں سے فتح کو دیکھتے ہیں۔ یہ ایک بہت اہم فتح ہے ؛ یہ بہت اہم ہے اور دوسری فتوحات کے برعکس اسے چھپایا نہیں جا سکتا۔ اب کبھی ناانصافی ہوتی ہے، غلط ارادے کیے جاتے ہیں، اسی میدان میں کبھی دشمن کچھ کروائی کرتے ہیں، لیکن اکثر نہیں کر پاتے۔ اکثر، فتح ایک واضح اور روشن فتح ہوتی ہے، جیسا کہ آپ دیکھ سکتے ہیں، اسکے بہت زیادہ اثرات مرتب ہوتے ہیں اور دنیا میں آپ کے دوستوں کو خوشحال کرتی ہے۔

ہمارے ایک کھیل کے مقابلے میں مجھے پتہ چلا - یعنی مجھے دقیق خبریں دی گئیں - عرب ممالک کے چند اسلامی ممالک میں جن کا میں نام نہیں لینا چاہتا، لوگ ٹیلی ویژن کے ارد گرد جمع ہو کر یہ میچ دیکھتے تھے، اور جیسے ہی انہوں نے دیکھا کہ ایران جیت گیا ہے، انہوں نے جشن منانا شروع کر دیا اور سڑکوں پر عوامی شکل

میں جشن منانا شروع کر دیا کہ مثال کے طور پر ایران نے ایک طاقتور، خبیث اور شریر سیاسی ملک پر فتح حاصل کر لی ہے۔ یہ اس طرح ہے ؛ یہ جیت سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ اس لیے یہاں ایرانی کھلاڑی اپنے طرز عمل سے اس تکنیکی فتح کو اقدار کی فتح کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں۔ اہم نکتہ یہ ہے ؛ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ کوئی خاص مقابلہ جیتتے ہیں، مثال کے طور پر، آپ نے ایک فنی فتح حاصل کی ہے، لیکن آپ اس فنی فتح کو ایک قدر اور اخلاقی فتح کے ساتھ جوڑ سکتے ہیں، جیسے کہ جوانمردانہ طرزعمل، جیسا کہ یہ خواتین کھلاڑی کرتی ہیں۔ یعنی اسلامی حجاب کو برقرار رکھنا اور اسلامی حدود کی پابندی کرنا اور خود اعتمادی دکھانا۔ یہ ایک بہت بڑی فتح ہے۔ یہ اس مہارتی فتح سے زیادہ اہم نہیں تو کم نہیں۔

اس لیے میں پرزور تاکید کرتا ہوں کہ ہمارے پیارے کھلاڑیوں کو ہدایت کی جائے کہ وہ کھیلوں کے میدانوں میں فتح کے اس پہلو کو نہ بھولیں، تمغے کی خاطر اقدار کو پامال نہ کرنے کا خیال رکھیں۔ کبھی کبھی کوئی شخص تمغے سے محروم ہو جاتا ہے، ہمارا کھلاڑی غاصب حکومت کی طرف سے بھیجے گئے نمائندے کا مقابلہ نہیں کرتا اور تمغے سے محروم ہو جاتا ہے، لیکن دراصل وہ جیت جاتا ہے۔ اگر کوئی اس اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ فنی اور ظاہری فتح حاصل کرنے کی خاطر اس نے اخلاقی فتح کو قربان کیا ہے۔ اگر آپ اس سے مقابلہ کرتے ہیں، اگر آپ اس کا سامنا کرتے ہیں، تو آپ نے حقیقت میں اس غاصب حکومت کو تسلیم کرلیا ہے، بچوں کی قاتل اور جلاد حکومت۔ اس لیے اس کا جو بھی نفع ہو، انسان کے لیے [اس سے مقابلہ کرنا] کوئی قیمت نہیں رکھتا۔ مستکبر اور اسکے پیروکار لیڈر اور درحقیقت دنیا کی بڑی طاقتوں کے نوکر یہاں فوراً یہ کہتے ہوئے آواز بلند کرتے ہیں کہ "جناب، کھیلوں میں سیاست نہ کریں"۔ بسم اللہ، آپ نے دیکھا کہ انہوں نے یوکرین کی جنگ کے بعد کھیلوں کے ساتھ کیا کیا (6)! انہوں نے سیاسی مسئلے کی وجہ سے بعض ممالک کے کھیلوں پر پابندی لگا دی ؛ (7) یعنی جب ان کے مفادات کی بات ہوتی ہے تو وہ آسانی سے اپنی سرخ لکیریں عبور کر لیتے ہیں، اور جب ہمارے کھلاڑی صیہونی فریق کا مقابلہ نہیں کرتے تو ان پر تنقید کی جاتی ہے۔

خیر ایک بات اور کہوں اور اپنی گفتگو کو ختم کروں۔ ہمارے ہیروز اور ہمارے عزیز کھلاڑی جو مقابلوں میں حصہ لیتے ہیں - ملکی اور بین الاقوامی دونوں میدانوں میں - انکو یاد رکھنا چاہیے کہ وہ نہ صرف میدان کے اندر، بلکہ میدان کے باہر بھی کیمرے کی نظروں میں ہیں۔ رائے عامہ، مختلف نگاہیں، بعض اوقات بدنیتی پر مبنی زہن، ان کی نگرانی کرتے ہیں تاکہ ان میں کوئی اخلاقی کمزوری، عملی کمزوری تلاش کر کے میدان میں حاصل کی گئی فتح کو ختم کر سکیں۔ کھلاڑی میدان میں جیتتا ہے، وہ میدان سے باہر مصیبت سے دوچار ہو جاتا ہے۔ [لہذا] انہیں میدان سے باہر اپنے رویے کے بارے میں محتاط رہنا چاہئے اور جاننا چاہئے کہ انہیں اپنی عزت، اپنی ابرو اور اپنی ساکھ کی حفاظت کرنی چاہئے۔ ان کی اپنی ساکھ اور اپنی قوم و ملک کی ساکھ دونوں۔ بہت سارے جال ہمارے ہیروز کے قدموں کے آگے پھیلائے جاتے ہیں۔

یقیناً، ہمارے ماضی میں کھیلوں کا ماحول، ان مغربی کھیلوں کے ملک میں داخل ہونے سے پہلے، ہمیشہ مذہبی ماحول تھا۔ قدیم کھیل اور یہ پہلوان کدہ اور یہ پرانے قدیم ورزش کے مراکز جو ہم نے دیکھے تھے وہ سب خدا کے نام اور ائمہ کے نام اور مذہبی اور اخلاقی پہلوؤں سے سجے ہوتے تھے۔ مغربی باشندوں نے ان نئے اور جدید کھیلوں کے ساتھ اپنی ثقافت کو نفوذ دینے کی کوشش کی جو وہ ملک میں لائے تھے۔ تو ہمارا فرض کیا ہے؟ ہمارا فرض ہے کہ ہم اس جدید کھیل کو جو دوسرے فریق نے تخلیق کئے ہیں- جیسے فٹ بال، والی بال اور دیگر کھیل جو موجود ہیں ؛ گروہی کھیل - ابھیں سیکھیں، ان میں آگے بڑھیں، پیشہ ور بنیں، لیکن اس کی ثقافت کو

قبول نہ کریں، اسے مغربی ثقافت کے لیے پل نہ بننے دیں۔ ہماری اپنی ثقافت کو اس پر رائج کریں۔ یہ وہ بنیادی نکتہ ہے جس پر ہمیں کھیلوں کے بارے میں غور کرنا چاہیے۔

بہرحال میں آپ سب کے لیے دعا گو ہوں۔ اس عزیز نوجوان نے کہا ہمارے لیے دعا کریں۔ ہاں، میں آپ کے لیے ضرور دعا کروں گا اور اللہ تعالیٰ سے آپ کی کامیابی، آپ کی کامیابی اور آپ کی عاقبت بخیری کے لیے دعا کروں گا۔ میں ان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان شعبوں میں محنت کی - خواتین کھلاڑی، نوجوان کھلاڑی - اور کھیلوں کے میدانوں میں اپنی روحانیت اور ایرانی اور اسلامی تشخص کا مظاہرہ کیا، اور میں خدا سے ان سب کے لیے کامیابی کا دعا گو ہوں۔ انشاء اللہ، کھیل کے شہداء اور تمام شہداء کی پاکیزہ روحیں ہم سے راضی ہوں گی اور اللہ ہمیں ان کے ساتھ ملحق فرمائے۔
والسّلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ
(1) اس ملاقات کی ابتدا میں اسپورٹس اور نوجوانوں کے امور کے وزیر جناب سید حمید سجادی، کھلاڑیوں کی انجمن کے سربراہ جناب مہدی میر جلیلی اور ویٹ لفٹنگ کے چیمپین علی داؤدی نے رپورٹیں پیش کیں۔

(2) فلم "لال مستطیل" کے ہدایتکار حسن صید خانی اور حسین صید خانی برادران اور پروڈیوسر سید علی رضا سجادپور ہیں۔ یہ فلم مقدس دفاع کے دوران ایلام کے چوار علاقے کے عوام کی بہادری اور اس علاقے کے فٹبال کے میدان پر بمباری کی حقیقی داستان پر مبنی ہے۔

(3) سورۂ بقرہ، آیت 154، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کیے جاتے ہیں، انھیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

(4) سورۂ آل عمران، آیت 169، اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں انھیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں۔

(5) سورۂ آل عمران، آیت 170، اور اپنے پیچھے آنے والوں کے بارے میں بھی، جو ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے، خوش اور مطمئن ہیں کہ انھیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ ہی کوئی حزن و ملال۔

(6) روس اور یوکرین کے درمیان فوجی ٹکراؤ جو کئی مہینے سے جاری ہے۔

(7) عالمی اداروں میں مغربی ملکوں کے اثر و رسوخ اور ان کی طاقت کے باعث یوکرین کے خلاف روس سے تعاون کے جرم میں روس اور بیلاروس کے تمام کھلاڑیوں پر کسی بھی عالمی اسپورٹس ٹورنامینٹ میں حصہ لینے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔